نقد و حواشی ، محمد اسحاق بھٹی

مشاہیر کے چار غیر مطبوعہ مکتوبات

دسمبر ۱۹۸۳ کے "المعارف" میں "مشاہیر کے تین غیر مطبوعہ مکتوبات" کے عنوان سے تین مکتوب شائع ہوئے ہیں، جن میں ایک علامہ شبلی کا، ایک علامہ اقبال کا اور ایک مولانا ابوالکلام آزاد کا ہے۔ ان مکتوبات کی فوٹو کاپیاں بہاولپور سے جناب محمد کامران فاروقی صاحب نے ارسال کی تھیں ... ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے اس کے لیے "المعارف" کو یاد ... اصل مکتوب بہاول پور کی الفیض لائبریری میں محفوظ ہیں۔ یہ ایک بہت اچھی لائبریری ہے جو کئی ہزار مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں اور نوادر پر مشتمل ہے۔ الفیض لائبریری اور دسمبر ۱۹۸۳ کے "المعارف" میں شائع شدہ مکتوبات سے متعلق وضاحتیں ضروری ہیں۔

۱۔ یہ لائبریری مولوی فضل محمد مرحوم نے قائم کی تھی جن کا انتقال ۲۶ جولائی ۱۹۸۳ء کو بہاول پور میں ہوا۔ وہ "المعارف" کے قاری اور خریدار تھے۔ دسمبر کے "المعارف" میں انھیں غلطی سے ڈسٹرکٹ جج لکھا گیا ہے۔ وہ ڈسٹرکٹ جج نہ تھے، سول جج تھے۔ البتہ ان کے والد مولوی فیض محمد مرحوم (جن کے نام سے الفیض لائبریری قائم کی گئی) ڈسٹرکٹ جج تھے۔ یہ دونوں باپ بیٹا (مولوی فیض محمد اور مولوی فضل محمد) ریاست بہاول پور کے مشاہیر اہل علم میں سے تھے اور علما و فضلا سے گہرے تعلقات و روابط رکھتے تھے۔

۲۔ المعارف کی مذکورہ بالا اشاعت میں مولوی سراج الدین کے نام جو علامہ اقبال کا خط شائع ہوا ہے، وہ علامہ عبدالعزیز پرہیاروی (ولادت ۱۲۰۶ھ۔ وفات ۱۲۳۹ھ) کی کتاب "سرالسما" سے متعلق ہے۔ اس میں انھوں نے لکھا تھا کہ "تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ علامہ موصوف کا کتب خانہ ایک بزرگ مولوی شمس الدین کے قبضے میں چلا گیا تھا"۔ یہ بھی لکھا تھا کہ "قابلِ دریافت امر یہ ہے کہ کیا علامہ عبدالعزیز مرحوم کا کتب خانہ بہاول پور میں محفوظ ہے؟ ممکن ہے مولوی شمس الدین صاحب کے خاندان میں اس کتب خانے کی کتابیں محفوظ ہوں" ——— اس ضمن میں یہ گزارش ہے کہ مولوی شمس الدین مرحوم دراصل لاہور کے رہنے والے تھے اور علوی کہلاتے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۱۹۲ھ میں یہ خاندان لاہور سے نقل مکانی کر کے بہاول پور چلا گیا تھا، یہ اصحابِ علم لوگ تھے۔ مولوی شمس الدین بہاول پور ہائی کورٹ کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر ہو گئے تھے منصب قضا پر فائز ہونے کی وجہ سے انھیں قاضی کہا جاتا تھا اور جس محلے میں یہ مقیم تھے، وہ "محلہ قاضیاں" کے نام سے موسوم ہوا۔ ... فیض محمد اور ...

فضل محمد کے خاندان کے لوگ ... سکونت پذیر تھے۔ مولوی شمس الدین اور مولوی فیض محمد کے خاندانوں میں باہم رشتے داریاں بھی قائم ہیں۔ مولوی شمس الدین کے تین بیٹے تھے۔ سراج احمد، نور احمد اور سعید احمد۔ سراج الدین صاحب نے علامہ شبلی کا خط انہی مولوی سعید احمد صاحب کو روانہ کیا تھا۔ مولوی شمس الدین کا بہت اچھا کتب خانہ تھا۔ یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کتب خانے میں علامہ عبدالعزیز پرہاروی کا کتب خانہ بھی شامل تھا یا نہیں، البتہ مولوی فضل محمد کے بھانجے محمد کامران فاروقی صاحب نے جو معلومات بہم پہنچائی ہیں، ان سے پتا چلتا ہے کہ مولوی شمس الدین کے بیٹے مولوی سعید احمد نے باپ کا تمام کتب خانہ نواب صادق محمد خاں خامس عباسی مرحوم (امیر بہاولپور) کو فروخت کر دیا تھا۔ اب یہ کتب خانہ صادق گڑھ پیلس کی لائبریری میں موجود ہے۔ کتب خانے کی فروخت سے پہلے اس کی بہت سی کتابیں اور نوادر مولوی فضل محمد مرحوم کے کتب خانے میں منتقل ہو گئے تھے جو اب تک محفوظ ہیں۔ ان میں برصغیر پاک و ہند کے متعدد مشاہیر اور اکابر کے خطوط بھی ہیں۔

۳۔ المعارف (دسمبر ۱۹۸۳) میں علامہ شبلی کا جو خط شائع ہوا ہے، اس کے متعلق محمد کامران فاروقی صاحب لکھتے ہیں کہ "یہ خط غالباً (مولوی شمس الدین کے بیٹے) مولوی ... احمد صاحب کو لکھا گیا تھا ... لفافہ ملا تھا، لیکن اب گم ہو گیا ہے، شاید کہیں کاغذوں میں پڑا ہو۔"

اس کے بعد اب ملاحظہ فرمایئے ... کے چار غیر مطبوعہ مکتوبات۔ یہ مکتوبات بھی ازراہ نوازش جناب محمد کامران فاروقی صاحب نے ارسال کیے ہیں۔ ان میں پہلا ... حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی کا، دوسرا ڈاکٹر ذاکر حسین کا، تیسرا اور چوتھا خط مولانا ابوالکلام آزاد کا ہے۔ ذیل میں یہ چاروں خطوط درج کیے جا رہے ہیں۔ ان خطوط سے متعلق ضروری حواشی بھی دیے گئے ہیں۔ (محمد اسحاق بھٹی)

۱۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا مکتوب

عزیز دلافزا تمیز عزیزی مولوی نور احمد صاحب[له] زاد صحتکم و عرفانکم

پس از دعاء ترقی درجات واضح رائے آں عزیز باد کہ راحت نامہ رجسٹری شدہ آپ کا پہنچا، دو روز میں اول سے آخر تک میں نے سنا، چونکہ بوجہ ضعف و نقاہت کے خود دیکھنا دشوار ہے، لہٰذا اوروں سے

[له] یہ خط مولوی شمس الدین کے بیٹے مولوی نور احمد کے نام ہے۔ ڈاک خانے کی مہر پر انگریزی میں بمبئی اور ۲۲ اکتوبر ۹۶ لکھا ہوا ہے۔ اس زمانے میں حاجی صاحب مرحوم مکہ مکرمہ میں مقیم تھے یہ معلوم ہوتا ہے، انھوں نے کسی کے ہاتھ یہ خط ہندوستان بھیجا اور اس نے ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۶ کو بمبئی سے حوالۂ ڈاک کیا ... خط کے اختتام پر "محمد امداد اللہ فاروقی" کی مہر ہے۔

دالیا کرتا ہوں ۔ آپ کے جملہ امور سے آگہی ہوئی۔ فقیر آپ کے جمیع مقاصد کے لیے دست بدعا ہے،
کنندہ خدا ہے، اجابت بدست مولا ہے ۔ اوسی سے مانگتے رہیے، ایک روز سن ہی لے گا۔ اور اولاد
ف آپ کے سب اچھے ہیں۔ خدا کا نام لے کر ان کو کرتے رہیے، پاس انفاس کا ہر وقت خیال
۔ سورۂ فاتحہ درمیان سنت و فرض فجر کے اکتالیس بار ضرور پڑھ لیا کیجیے، انشاء اللہ خدا برکت دے گا۔

والدعا،

نے پر یہ پتا درج ہے) فقیر محمد امداد اللہ عفا اللہ عنہ[۲]

...... نور محمد صاحب ابن مولوی شمس الدین صاحب مرحوم

بمقام خاص ریاست بہاولپور (لفافے پر ایک طرف نام لکھا ہے)
Bahawalpur فقیر محمد امداد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کا مکتوب[۳]

۷۸۶

جامعہ ملیہ ...... تار کا پتا "جامعہ" دہلی
مورخہ ۲۸ دسمبر ۳۳ء ٹیلیفون ۲۲۱۹
نمبر ______

عزیز مکرم السلام علیکم

آپ کا محبت نامہ کئی روز ہوئے ملا تھا۔ اس زمانہ میں مجھے چند بار باہر جانا پڑا، اس لیے بروقت

۲ھ حضرت حاجی امداد اللہ ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ کو نانوتہ (ضلع سہارن پور، یوپی۔ ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔
لف اساتذہ سے علم حاصل کیا اور علوم ظاہری و باطنی میں ممتاز ہوئے ۔ ۱۸۵۷ء میں شاملی کے مقام پر انگریزوں
خلاف جو جنگ لڑی گئی، اس میں شرکت کی۔ اس کے بعد ۱۲۷۶ھ (۱۸۵۹ء) میں ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے۔ بدھ
روز ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ (۱۸۹۹ء) کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

۳ھ یہ خط ۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ کا مرقومہ ہے اور مولوی فضل محمد مرحوم سابق سول جج بہاولنگر کے نام ہے۔

جواب نہ دے سکا۔ معاف فرمائیں۔

آپ نے اپنے متعلق مجھ سے مشورہ چاہا ہے اور ازراہِ عنایت اپنے متعلق تفصیلات سے مجھے آگاہ فرمایا ہے۔ میری رائے ہے کہ جس شخص کو یہ لگن ہو کہ وہ اپنی زندگی کو سدھارے اور صحیح راستہ پر لگائے اس کے لیے خود اس کی یہ لگن دلیلِ راہ بن جاتی ہے، اور تفصیلات میں کبھی جہاں کوئی دوسرا مشورہ نہیں دے سکتا، اس کا یہ جذبہ اس کی راہنمائی کرتا اور اس کے لیے صحیح راہیں نکال لیتا ہے، الحمدللہ آپ میں یہ جذبہ موجود ہے۔

میں تو آپ کو یہی مشورہ دے سکتا ہوں کہ اگر آپ اپنی زندگی کو کسی بڑے مقصد کے لیے وقف کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اس زندگی کو ایسا سنواریں کہ اس کی نذر پیش کرتے ہوئے آپ کو شرم نہ آئے۔ اپنی تمام خداداد صلاحیتوں کا بدرجہ اتم ترقی دینا اور انھیں اپنے مقصد [illegible] مات جاننا، انسان کے ہر چھوٹے بڑے فعل کو عبادت بنا دیتا ہے اور یہی غایت وجودِ انسانی ہے۔

تعلیم کی جگہ اس کوشش میں ممد ہو سکتی ہے یا مانع۔ لیکن اس کی اہمیت اتنی نہیں جتنی اکثر لوگ سمجھتے ہیں۔ طالب علم کی کیفیتِ ذہنی پر اس کا زیادہ انحصار ہے۔ میری رائے ہے کہ آپ پوری محنت سے اپنی تعلیم جاری رکھیں۔ تندرست ہونے اور رہنے کی کوشش کریں اور اپنے قوائے ذہنی اور جسمانی کو امانتِ الٰہی سمجھیں اور ان میں خیانت سے بچیں۔

جامعہ میں ایم۔ اے کی جماعت کھولنے کی ضرورت اس لیے نہیں ہوئی کہ جو لوگ کسی شعبۂ علم کا تفصیلی مطالعہ چاہتے ہیں وہ امتیازی سند کے لیے تین سال تعلیم پاتے ہیں، اور یہی ایم۔ اے کی تعلیم میں پیش نظر ہوتا ہے

مکتبہ کو ہدایت کردی ہے کہ وہ آپ کو فہرستِ کتب بھیجتے رہیں۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

ذاکر حسین[۴]

---

[۴] ڈاکٹر ذاکر حسین کا شمار برصغیر پاک و ہند کے مشہور ماہرینِ تعلیم میں ہوتا تھا۔ وہ قائم گنج (یو۔پی) کے ایک ممتاز

۳- مولانا ابوالکلام آزاد کا مکتوب

کلکتہ

۱۸/۲/۳۷ء

عزیزی[۵] خط پہنچا اور مولوی عبدالعزیز صاحب[۶] کے سفرِ حج کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ عملِ خیر قبول فرمائے اور خیر و عافیت کے ساتھ گھر واپس پہنچائے۔

اپنے کام میں لگے رہیے اور اتار چڑھاؤ سے افسردہ خاطر نہ ہویے۔ انشاء اللہ آپ دیکھیں گے۔ اپنے کو روشنی ہی میں پائیں گے، تاریکی سے دوچار نہ ہوں گے۔

اس راہ میں عارضی انقباض ناگزیر ہے۔ بعض اوقات خطرات و وساوس کا ہجوم بھی بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور قلبی حالت متزلزل ہونے لگتی ہے لیکن اگر طبیعت میں چونک اٹھنے اور متنبہ

علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے — ۸ فروری ۱۸۹۷ء کو حیدرآباد (دکن) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۱۸ء میں الٰہ آباد یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ بعد ازاں برلن یونیورسٹی سے علومِ اجتماعیہ میں ڈاکٹریٹ کیا۔ ۱۹۲۵ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے وابستہ ہوئے اور یہ وابستگی اتنی مضبوط تھی کہ کسی نہ کسی انداز میں زندگی کے آخری دم تک قائم رہی۔ آزادی کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں صوبہ بہار کے گورنر بنائے گئے۔ مئی ۱۹۶۲ میں ہندوستان کے نائب صدر منتخب کیے گئے۔ مئی ۱۹۶۷ میں ہندوستان کی صدارت کا منصب سنبھالا۔ ۳ مئی ۱۹۶۹ کو حرکتِ قلب بند ہو جانے سے وفات پائی۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو جامعہ ملیہ دہلی میں دفن کیا گیا۔

[۵] یہ مولانا ابوالکلام آزاد کا خط ہے اور مولوی فضل محمد مرحوم کے نام ہے۔

[۶] مولوی عبدالعزیز مرحوم ریاست بہاول پور کے نامور ادیب اور مصنف تھے۔ ان کی تصنیفات میں سے ایک کتاب کا نام "صبح صادق" ہے جس میں ریاست بہاول پور کی مفصل تاریخ بیان کی گئی ہے۔ یہ کتاب ۱۹۰۰ء میں طبع ہوئی تھی، اب نایاب ہے، البتہ الفیض لائبریری بہاول پور میں موجود ہے۔ انھوں نے "العزیز" نام کا ایک رسالہ بھی جاری کیا تھا، جس کی چند کاپیاں الفیض لائبریری میں محفوظ ہیں۔ ان کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہو سکا۔

وجانے کی قوت برابر کام کرتی ہے ... کہ ... کے طرف سے اندیشہ لاحق ہو۔ جوں جوں تنبہ کی قوت بڑھتی جائے گی، وساوس کا استیصال کرور ہوتا جائے گا۔

اصل کار اس راہ میں یہ ہے کہ نفسِ امارہ کی قہرو سلطانی سے نجات حاصل ہو جائے، اور نفسِ لوامہ بیدار ہو جائے۔ یہ حالت اگر حاصل ہو گئی ہے تو پھر نفسِ مطمئنہ کا مقام دور نہیں۔

یہ حقیقت کبھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ نزغات و وساوس بالکل معدوم نہیں ہو جا سکتے۔ جو بات مطلوب ہے، وہ ان کا معدوم ہو جانا نہیں ہے، بلکہ ان کے مقابلہ میں تنبہ و تذکر کی قوت کا پیدا ہو جانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متقی انسانوں کی یہ علامت بتلائی کہ اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ؀[۵۷] (الاعراف) اور غافلوں کا حال یہ ہوا کہ : وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ؀[۵۸] (ایضاً)

بہرحال اپنی طلب و سعی میں سرگرم رہیں۔ انشاء اللہ روز بروز اپنے کو بہتر عالم میں پائیں گے۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

ابوالکلام کان اللہ لہ

۴۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جی فی اللہ[۵۹] سلام علیکم خط پہنچا۔ آپ لکھتے ہیں کہ مولوی عبدالعزیز[۶۰]

---

[۵۷] یہ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۲۰۱ ہے۔ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے : جو لوگ متقی ہیں، اگر انھیں شیطان کی وسوسہ اندازی سے کوئی خیال چھو بھی جاتا ہے تو فوراً چونک اٹھتے ہیں، اور پھر (پردۂ غفلت اس طرح ہٹ جاتا ہے گویا) اچانک ان کی آنکھیں کھل گئیں۔

[۵۸] یہ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۲۰۲ ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے : مگر جو لوگ شیطانوں کے بھائی بند ہیں تو انھیں وہ گمراہی میں کھینچے لیے جاتے ہیں اور پھر اس میں ذرا بھی کمی نہیں کرتے۔

[۵۹] یہ خط بھی مولوی فضل محمد مرحوم کے نام ہے۔

صاحب کسی وجہ سے ناراض ہیں اور میں اس بارے میں انھیں لکھوں ۔ مجھے معلوم نہیں آپ میں اور ان میں رنجش کے اسباب کیا ہیں ؟ لیکن بہرحال دو مسلمانوں میں اصل معاملہ صلح و صفائی ہے نہ کہ رنجش و نااتفاقی ۔ آپ میرا یہ خط ان کے پاس بھیج دیجیے ۔ اگر آپ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو چاہیے آپ اس کا اعتراف کریں اور وہ اسے خوش دلی کے ساتھ معاف کردیں ۔ مجھے امید ہے کہ وہ ایک مسلمان کی طرف سے ہرگز بلاوجہ اپنا دل مکدر نہ رکھیں گے ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ [۱۱]

فقیر ابوالکلام کان اللہ لہ

کلکتہ ۲۴ ۔ اگست ۳۸ء

جواب کے لیے ٹکٹ کی ضرورت نہ تھی

جواب دینا اخلاقی فرض ہے ۔

---

[۱۱] یہ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۲۸ کے آخری الفاظ ہیں ۔ ترجمہ یہ ہے : اور انجام کار انہی کے لیے ہے جو متقی ہیں ۔